حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

بنیاد پرستوں اور بنیاد پرستی کے خلاف امریکہ کی عالمی مہم

ندوۃ العلماء کی مجلس انتظامیہ سے خطاب

گرامی قدر حضرات ارکان مجلس انتظامی ندوۃ العلماء ــــــ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ندوۃ العلماء کے ناظم بلکہ ایک خادم کی حیثیت سے اور اپنی ہی طرف سے نہیں بلکہ اپنے رفقائے کار کی طرف سے بھی میں آپ کا دلی خیر مقدم کرتا ہوں اور اس پر تشکر و امتنان کا اظہار کہ آپ نے یہاں تشریف لانے کے لیے اپنے قیمتی، وقیع اور مفید مشاغل اور ذمہ داریوں کی ادائیگی کی مصروفیت سے وقت نکالا اور زحمت سفر برداشت کی، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے اور ہم کارکنان ندوۃ العلماء آپ کی رہنمائی وتعاون سے پورا فائدہ اٹھا سکیں۔

حضرات! اس وقیع اجتماع کو دیکھ کر جس میں اہل علم وفکر واصحاب نظر اور ملت اسلامیہ ہندیہ کے ممتاز نمائندوں کی ایسی وقیع تعداد اس وقت جمع ہے، ندوۃ العلماء کے مشورہ طلب مسائل، اس کے بارہ میں جدید معلومات اور اس کی پیش رفت اور وسعت وترقی کے امکانات کے سلسلہ میں کچھ عرض کرنے سے پہلے ملت کے ایک خادم کی حیثیت سے جن کی واقعات وحقائق پر اور خطرات اور چیلنجوں پر نظر ہے جو صرف مدارس عربیہ، دینی وعلمی مرکزوں، علمی وتحقیقی کاموں اور تصنیفی سرگرمیوں ہی کے لیے خطرناک نہیں، بلکہ اس ملک میں وجود اسلامی ہی کے لیے خطرہ بن گئے ہیں، ان خطرات کی طرف اشارہ نہ کرنا۔ ہر چند کہ آپ سب حضرات ان سے ناواقف وبے خبر نہیں ہیں۔ اور اس مؤقر مجلس میں ان کی سنگینی اور ان کی وسعت وعمق کی طرف توجہ منعطف نہ کرانا، ان مقاصد ومحرکات، اس حقیقت پسندی ودور بینی اور اس پس منظر کے ساتھ ناانصافی ہوگی جو ندوۃ العلماء کی تحریک کے وجود میں آنے کا باعث ہوئے اور آج ہم کو ان مبصرانہ ومخلصانہ کوششوں کی کامیابی کے نتیجہ میں وجود میں آنے والے مرکز میں جمع ہیں۔

میں اس تکلیف دہ اور بظاہر غیر متعلق تمہید کے جواز کے لیے اردو کے قدیم شاعر کا ایک شعر پڑھ کر یہ دل خراش اور فکر طلب داستان شروع کردوں گا۔

ہم نے اپنے آشیانہ کے لیے ۔۔۔ جو چبھے دل میں وہی تنکے لیے

"بنیاد پرستوں" اور "بنیاد پرستی" کے خلاف امریکہ کی عالمی مہم

بعض بلیغ اور عمیق المعانی اشعار ایسے ہیں جو کثرت استعمال اور موقع بے موقع ان سے کام لینے کی وجہ سے اپنی معنویت و گہرائی اور غور طلبی یا سنسنی خیزی کو کھو چکے ہیں، اور یہ معاملہ زبان کے ساتھ ہوا ہے انہیں میں سودا کا یہ شعر ہے ؎

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ میں ۔۔۔ تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ میں

اسلامی ذہن و اعتقاد، فکر و نظر اور مسلم معاشرہ و ماحول کو تاریخ کے مختلف وقفوں میں بہت سی انتشار انگیز اور گمراہ کن یا تشکیکی تحریکوں اور دعوتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے جن میں اعتزال اور خلق قرآن کا عقیدہ، فلسفہ یونان سے حد سے بڑھی ہوئی مرعوبیت اور اس کے مطابق دین کے حقائق و عقائد کی تاویل و تشریح، پھر دور آخر میں مغربی فلسفہ اور مغربی تہذیب سے مرعوبیت اس کے سامنے سپر اندازی اور اس کے مطابق دین کی اور بعض اوقات قرآن کی تفسیر و تاویل، پھر آخر میں الحاد و لادینیت کا رجحان جو جدید تعلیم اور مغربی اقتدار کے اثر سے بہت سے مسلم ممالک اور جدید تعلیم یافتہ طبقوں میں پیدا ہوا۔

لیکن ان میں سے کوئی چیز (اپنی وقتی اور مقامی سحر انگیزی اور دل کشی کے باوجود) اسلام کے وجود و بقا کے لیے خطرہ اور اس کو زندگی سے خارج کرنے اور ہر طرح کے اثر اور کامیابی سے محروم کرنے کے لیے ایک گہری سازش اور پھر پورے عالم اسلام کے لیے ایک چیلنج کی حیثیت نہیں رکھتی تھی، جتنی امریکہ سے اٹھنے والی بنیاد پرستی اور بنیاد پرستوں (FUNDAMENALISM FUNDAMENTALIST) کے خلاف نعرہ، جدوجہد اور ایک منصوبہ بند عالمگیر تحریک و دعوت ہے، جس میں یہودی دماغ، امریکہ اور یورپ کا دینی و علمی و فکری و دعوتی سطح پر احساس کہتری (9NEERITY COMPLEX) اسلام کے دائرہ کی وسعت اور خود مغرب میں اس کی اشاعت و مقبولیت کا خطرہ اور آخر میں روس کے انقلاب کے بعد اسلام اور ایک طاقتور اسلامی دنیا کا (جس میں اسلام کے احیاء اور اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کا جذبہ پایا جاتا ہے اور اسی میں دنیا کے سامنے ایک سحر انگیز نمونہ پیش کرنے کی صلاحیت ہے) مادہ پرست مغرب کے خلاف ایک طاقتور محاذ بن جانے کا خطرہ شامل ہے اس کا اصل محرک ہے۔

یہ تحریک جو نشر و اشاعت کے ذرائع، ترغیب و ترہیب، سیاسی و مذہبی رشوتوں، وفود کی آمد و رفت، بین الاقوامی مجلسوں اور سب سے بڑھ کر خود اسلامی ملکوں کو اس طبقہ سے خوفزدہ کرنے کے ذریعہ (جو ان اسلامی ملکوں میں اسلام کو زندگی میں داخل کرنے اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا ہے) پہنچائی اور پھیلائی جا رہی ہے اور خود مسلم و عرب ممالک میں صاحب اقتدار طبقہ اور نظام تعلیم اور صحافت و اشاعت کے ذرائع پر قابو رکھنے والے طبقہ

میں یہ ہراس پیدا کیا جارہا ہے کہ اگر یہ اسلام پسند طبقہ (جس کے لیے "بنیاد پرست" کی اصطلاح ایجاد کی گئی ہے) کامیاب اور حاوی ہوگیا تو یہ حکومتوں اور رہنما اداروں کے لیے پیغام موت ہوگا، ان کو ہر طرح کے اقتدار اور نفوذ و اثر سے محروم ہونا پڑے گا، بلکہ ان کو ان ملکوں میں زندگی گذارنی بھی مشکل ہوجائے گی جہاں وہ سیاہ و سپید کے مالک اور مطلق العنان حاکم ہیں۔

یہ خیال مسلم و عرب ممالک میں تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے اور مقبولیت حاصل کررہا ہے، بعض ملکوں میں (جن میں افریقہ کے متعدد عرب ممالک الجزائر، تیونس، لیبیا پیش پیش ہیں اور مصر نے بھی اب اس دائرہ میں قدم رکھ دیا ہے) اب ساری توجہ اور جدوجہد اسی طبقہ اور جماعت کو بے اثر بنا دینے، بلکہ ان کے خطرے سے مستقل طور پر مامون و محفوظ ہوجانے پر مرکوز ہوگئی ہے، جو دین کا اعلانیہ نام لیتا ہے معاشرہ کو دینی تعلیمات اور اسلام کی معاشرتی و اخلاقی اور شرعی تعلیمات کا عامل، حامل اور اس کا نمونہ دیکھنا چاہتا ہے کہیں اس طبقہ کے لیے متشدد دین کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے کہیں ملتزمین کا کہیں رجعین کا کہیں مبدئین کا ان کے خلاف بڑے بڑے ذمہ داران حکومت تقریریں کرتے ہیں ان کے متعلق عالم اسلامی کے علماء سے استفسار اور استفتاء کیا جاتا ہے، حکومت کے ترجمان یا ہم خیال اخبارات و رسائل میں مضامین نکلتے ہیں کانفرنسیں اور سیمینار ہوتے ہیں اور اب ڈر یہ ہے کہ شاعر کا یہ مصرعہ ؏

تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ میں

حقیقت نہ بن جائے، بلکہ اس سے بڑھ کر مرغ قبلہ نما کی زبان سے یہی الفاظ نہ نکلنے لگیں جو یہ ترقی پسند ممالک اور امریکہ کے غاشیہ بردار بے محابا اپنی زبان سے نکالتے ہیں، اور اس وقت یہودیوں اور مسیحیوں کی سازش کو ناکام بنانے کے لیے جو عالم اسلام کے لیے صلیبی جنگوں اور تاتاری حملوں سے بھی زیادہ خطرناک ہے، علمی و فکری، بلاغی (اشاعتی) و سیاسی و تنظیمی، ملکی و بین الاقوامی ہر سطح پر مؤثر جدوجہد کی ضرورت ہے، کہ جب اسلام کو زندگی سے خارج کردیا جائے گا اور اصول و مبادی، خطوط و حدود سب مٹا دیئے جائیں گے تو پھر وہ دین کہاں باقی رہ جائے گا جو کفر و ایمان، توحید و شرک، یہاں تک کہ سنت و بدعت، طاعت و معصیت، صلاح و فسق، صدق و کذب اور حلال و حرام میں فرق کرتا ہے اور جو صاف کہتا ہے:

"قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ"

(سورۃ بقرہ - ۲۵۶)

ہدایت تو گمراہی سے صاف صاف کھل چکی ہے تو جو کوئی طاغوت سے کفر کرے اور اللہ پہ ایمان لے آئے اس نے ایک بڑا مضبوط حلقہ تھام لیا۔

اور اس کا مطالبہ ہے:

"یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطَانِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (سورہ بقرہ - ۲۰۸)

اسے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو وہ تو تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔

اور جس کا صاف اعلان ہے:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (آل عمران - ۱۹)

یقیناً دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔

اس لیے اس وقت اسلام اور مسلمانوں کے لیے سب سے بڑا چیلنج اور اس کے لیے سب سے بڑا خطرہ وہ تحریک اور مغربی سازش ہے جو بنیاد پرستوں اور بنیاد پرستی کا نام دے کر عمومی مذاہب اور خاص طور پر (اور حقیقتہً) اسلام کے خلاف شروع کی گئی ہے۔

ہندوستانی مسلمانوں کے ملی تشخص کو ختم کرنے کیلئے مکمل منصوبہ بندی اور ہمہ گیر کوشش ——

جہاں تک ملت اسلامیہ کا تعلق ہے اس کے لیے محض جسمانی و نسلی بقاء و تسلسل، جان و مال کا تحفظ، تعلیمی اقتصادی سیاسی اور جمہوری مواقع و منافع سے انتفاع و استفادہ کی آزادی اور اس سے بھی بڑھ کر کسی جمہوری ملک میں انتظامیہ و حکومت میں شرکت و حصہ داری بھی قطعاً کافی نہیں اور یہ ایک صاحب عقیدہ، صاحب دعوت و پیغام اور مثالی امت کے شایانِ شان نہیں، اس کے لیے ہر دور اور ہر ملک میں "ملی تشخص"، کا برقرار رہنا، شعائر اسلام کا حامل ہونا، اپنے دینی عقائد کے مطابق زندگی گزار سکنا، دینی احکام پر عمل کی آزادی، عائلی قانون کا تحفظ، مخصوص تہذیب و معاشرہ کے مطابق زندگی گزارنا بلکہ اس مخصوص زبان و ثقافت کا باقی رہنا بھی ضروری ہے جو اس کے اپنے دین سے واقف اور اپنے ماضی سے مربوط ہونے کا ذریعہ ہے اگر اس کے ملی تشخص کی یہ ضمانتیں اور شرائط مفقود ہو جائیں تو کسی ایسے ملک یا ماحول میں ملت اسلامیہ کو آزاد، محفوظ، باعزت، اور جمہوری زندگی کا شریک و رکن باور نہیں کیا جا سکتا۔

خاص طور پر ایک ایسے ملک میں جو اپنے مزاج، روایات، مذہبی ساخت، اور ہزاروں برس سے ایک قطعہ زمین میں محصور ہونے اور باہر کی متمدن دنیا سے کٹے رہنے اور حد سے بڑھے ہوئے احساس برتری کی وجہ سے دوسرے مذاہب وادیان، تہذیبوں اور ثقافتوں (CULTURES) کو اپنے مذہب و تہذیب اور طریقہ زندگی میں تحلیل میں مشہور ہو، وہاں اس اجتماعی و معنوی تشخص کو برقرار رکھنے کے لیے غیر معمولی جدوجہد اور ہمہ وقت بیداری و مستعدی کی ضرورت ہے، خواجہ الطاف حسین حالی مرحوم نے ہندوستان اور اس کی تہذیب و مزاج کو "اکال الامم"، کے لقب سے یاد کیا ہے یعنی جو قوم یہاں آئی وہ تحلیل ہو گئی اور اس نے اپنی قومی خصوصیات و امتیازات کو کھو دیا اور "ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد"، کا منظر سامنے آتا رہا، ایسے ملک میں ملی تشخص اور دینی و تہذیبی ذکاوت حس (SENSITIVENESS) اور

حقیقت پسندانہ محاسبہ اور احتساب قومی کی دوسرے ممالک کے مقابلہ میں زیادہ ضرورت ہے۔

اسلام محض چند عقائد و رسوم کا مجموعہ نہیں بلکہ وہ پورے مسلکِ زندگی کا حامل و داعی ہے اور وہ "صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً" کا نعرہ لگاتا ہے اور ہر اس تہذیب و معاشرہ کو جاہلیت کا نام دیتا ہے جس کا سرچشمہ حکم الٰہی اور ہدایت ربانی کے بجائے ہوا و ہوس، مصلحت و مفاد، لذت و عزت یا محض تجربہ و قیاس ہو، اس نے پہلی مرتبہ اس حقیقت سے نقاب کشائی کی ہے کہ کوئی انسانی فرد مجرد عقائد پر زندگی نہیں گزار سکتا اور تہذیب و معاشرت کو، عادات و اخلاق اور عقائد و عبادات پر اثر انداز ہونے سے نہیں روکا جا سکتا، ان دونوں کے درمیان دیوار کھڑی کرنے کی کوشش غیر فطری ہے جو "نشأۃ ثانیہ" کے موقع پر مغربی تہذیب نے مذہب کو انسان کا "پرائیویٹ" معاملہ قرار دینے کی صورت میں کی، انسان کی زندگی متفرق اکائیوں کا مجموعہ نہیں جن کو جب چاہا ملا دیا جب چاہا الگ کر دیا بلکہ وہ خود ایک اکائی ہے اور اس اکائی کو "عبودیت" "اسلام"، "دین"، اور "اطاعت" کے کسی لفظ سے ادا کیا جا سکتا ہے اور یہی تفسیر ہے فرمان خداوندی "يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ" کی۔

اب ندوۃ العلماء اور دارالعلوم کے سلسلہ میں ان کی اپنے مقاصد میں کامیابی اور ان کی وسعت و پیش رفت اور موجودہ صورت حال کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

حضرات! آپ کو یہ معلوم کر کے مسرت ہوگی کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے تجویز کردہ نصاب کو الحمدللہ وسیع مقبولیت حاصل ہوئی ہے اس نصاب کو کلی طور پر جن مدارس نے قبول کیا ہے ان کی تعداد ایک سو کے قریب ہو چکی ہے، جن میں متعدد جامعات کی سطح کے مدارس ہیں، یہ ملحقہ مدارس اندرون ملک اور ہندوستان کے مختلف اطراف میں پھیلے ہوئے کے ساتھ بیرون ملک میں کئی جگہ ہیں مثلاً نیپال، بنگلہ دیش اور ملیشیا ان ملحقہ مدارس کے علاوہ عصری جامعات (یونیورسٹیوں) میں اور متعدد اعلیٰ اور مشہور تعلیمی اداروں میں ندوۃ العلماء کے تیار کردہ زبان و ادب عربی کے نصاب کو قبول کیا گیا ہے۔

خود دارالعلوم ندوۃ العلماء میں طلباء کی تعداد میں ہر سال اضافہ ہو رہا ہے حالانکہ جگہ کی تنگی کی وجہ سے بکثرت درخواستوں کو قبول کرنے سے معذرت کر دی جاتی ہے، رہائش کی ساری گنجائش ختم ہو چکی ہے، اس وقت دو ہزار طلباء احاطہ دارالعلوم کے اندر ہی مقیم ہیں۔

ندوۃ العلماء کی ترقی اور توسیع اس کے لیے ذرائع آمدنی کے حصول و قیام اور دارالعلوم کی تعمیرات میں تجدید و اضافہ کے سلسلے میں رجو ہر اس شخص کو کھلی آنکھوں نظر آتا ہے جس نے دارالعلوم کو ربع صدی پہلے دیکھا ہے نائب ناظم کا جو حصہ ہے وہ آپ حضرات سے مخفی نہ ہوگا۔ وہ باوجود صحت کی کمزوری کے جو محنت و توجہ کرتے ہیں وہ

ندوۃ العلماء کے لیے نہ صرف اطمینان و مسرت کی بات ہے بلکہ مدارس عربیہ اور دینی کاموں کے لیے لائق تقلید اور باعث فخر ہے اب ڈیڑھ سال سے وہ اپنی خدمات کا کوئی معاوضہ بھی نہیں لے رہے ہیں اور تطوعاً و حسبۃً للہ کام کر رہے ہیں، باوجود راقم کے اصرار اور طلب کے انہوں نے ابھی تک اس کو قبول نہیں کیا، رہائش اور دیگر ضرورتوں سے بھی وہ مفت فائدہ نہیں اٹھاتے۔

ندوۃ العلماء کو معتمد تعلیم مولوی ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی سے بھی بڑی تقویت حاصل ہے وہ مکہ مکرمہ سے اپنے خرچ پر ندوۃ العلماء کی خدمت کے لیے آتے ہیں اور ندوۃ العلماء کے تعلیمی نظام کی تقویت کا باعث بنتے ہیں، ان کے پختہ علمی ذوق، تدریسی تجربات اور متعدد عربی اسلامی اور مغربی جامعات میں طویل قیام اور وسیع واقفیت سے ندوۃ العلماء کو بڑی مدد ملتی ہے اور دارالعلوم کے اساتذہ و طلبہ کے سامنے ایک اچھا اور قابل تقلید نمونہ سامنے آتا ہے، نصاب کی تجدید اور بعض فنی کتابوں کی تصنیف و تدریس میں بھی ان کا خاص حصہ ہے۔

اب ایک سال سے پروفیسر محمد وصی صدیقی فرزند جناب ماسٹر محمد سمیع صدیقی مرحوم استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء سابق پرنسپل شاہجہاں پور اسلامیہ کالج کی رضا کارانہ خدمات بھی حال میں ندوۃ العلماء کو حاصل ہو گئی ہیں وہ نائب معتمد مال کی حیثیت سے ندوۃ العلماء کے معاملات میں مدد و رہنمائی کرتے ہیں اور ان کے تجربات سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔

ندوۃ العلماء نے نصاب و نظام تعلیم میں جو بہتر سے بہتر طریقہ ہو سکتا ہے اختیار کرنے کا التزام رکھا ہے نصاب تعلیم میں علوم اسلامیہ کے بنیادی مضامین تفسیر و حدیث و فقہ کی کتابیں اس معیار و مقدار سے شامل ہیں جو برصغیر کی دینی تعلیم کی مستند و قدیم درسگاہوں میں شامل نصاب ہیں، ان کے علاوہ زبان و ادب کے ضروری مضامین اس معیار سے شامل کیے گئے ہیں کہ ان سے تحریری و تصنیفی، دعوتی و فکری میدان میں (نطقاً و کتابۃً) اظہار خیال و اصلاح حال کا کام لیا جا سکے اور اس سلسلے میں ندوۃ کے فضلاء نے عالم عربی میں پیدا ہونے والی متعدد انحرافی و تحریفی تحریکوں (مثلاً قومیت عربیہ غیر محدود آزاد خیالی اور مغرب کی مکمل تقلید کا قوت و قابلیت کے ساتھ مقابلہ کیا ہے اور ان کی ایسی تردید کی ہے جس کا فضلائے عرب نے بھی اعتراف کیا ہے۔

اس تنوع اور وسعت کی وجہ سے ندوۃ العلماء میں اعلیٰ تعلیم چار شعبوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ کلیۃ علوم الدین، کلیۃ اللغۃ و الآداب، معہد القضاء والافتاء، معہد الفکر والدعوۃ ان میں سے ہر شعبہ ایک بڑے استاد کی سربراہی میں اور متعدد بڑے اساتذہ کی مشارکت سے کام کرتا ہے، ان شعبوں کے علاوہ کتب خانہ کا شعبہ ہے جو ایک مرکزی اور پانچ ذیلی کتب خانوں پر مشتمل ہے۔

ایک شعبہ صحافت و نشریات کا ہے جس سے دو عربی کے اور ایک اردو کا پرچہ نکلتا ہے اور ان کو اپنے اپنے دائرہ میں رفعت و اعتراف و احترام حاصل ہے، ان کے علاوہ شعبۂ حفظ و قرأت معہد ثانوی و ابتدائی، معہد

(بقیہ صفحہ ۱۷ پر)